گلدستہ دامن بہار

بابت ماہ مئی ۱۸۹۳ع

عاشقان سخن کو مژدہ ہو کہ دامن بہار بفضل پروردگار ہر ماہ انگریزی مین ایکمرتبہ چھپکر شایع ہوتا ہے جن صاحبون کی خدمت مین یہ پرچہ پہونچے وہ براہ مہربانی خریداری سے مطلع فرمائین کہ نام نامی انکا درج رجسٹر خریداران کیا جاوے اور شعرائے نازک خیال کی خدمت مین عرض ہے کہ غزلین اپنی یکم تاریخ تک ہر مہینے مین مع پتہ و نشان بخط صاف عنایت فرمائین تاکہ آسانی سے چھپ جائین ورنہ درج گلدستہ نہو سکینگی غزل اور پتہ و نام شاعر و تخلص نہایت صاف ہونا چاہیے تاکہ غلطی واقع نہو قیمت اس پرچہ بے بہا کی حسب ذیل ہے بذریعہ ڈاک اور جس کسی کو صرف ایک پرچہ گلدستہ کا لینا منظور ہو وہ تین آنہ عنایت فرمائین۔ جو صاحب غیر طرح غزلین چھپوانا چاہینگے اونسے فی شعر تین آنہ لیے جاوینگے ایک فہرست عمدہ اشیاء اور کتابون کی اس گلدستہ کے ساتھ ہے جن صاحبکو جو چیز پسند ہو وہ درخواست بنام میرزا نثار حسین مہتمم کارخانہ دبدبہ حیدری آگرہ کٹرہ حاجی حسن مین بھیجکر طلب فرمائین خریداران ذی ہمت و باوقار سے بھی التماس ہے کہ اپنے شہر کے شعرا و شائقین سخن و دوستون کی فہرست معہ پتہ و نشان صاف و خریداری کے مرحمت فرمائین۔ اور جن حضرات نے اپنی قدردانی سے اس گلدستہ کی خریداری منظور فرمائی ہے وہ براہ عنایت ایکسال کی پیشگی قیمت سے امداد فرمائین ✦

نقشہ قیمت	قسم خریدار	شرح قیمت	مدت
دامن بہار	امراء و نواب و روسا و راجگان سے پیشگی	صہ	ایکسال
	عام خریداران سے مع محصولڈاک پیشگی	۱۴/	ایضاً

مطبع دبدبہ حیدری آگرہ مین میرزا نثار حسین مالک کے اہتمام سے چھپا

دفعہ ۱ دامنِ بہار مہینے مین ایک بار چھپکر تیار ہوتا ہے قیمت پیشگی عام سے عہ روساء و اُمراء سے صہ والیان ملک سے
عـ۵ سالانہ مالبعد المضاعف نمونہ کا پرچہ ۲؍ قیمت پیشگی آنے پر بھیجا جائیگا۔

دفعہ ۲ اشتہار بحساب فی سطر ۲؍ طبع ہون گے۔ سالانہ چھپوانیوالون کے لئے خط و کتابت سے فیصلہ ہوسکتا ہے

دفعہ ۳ کلام شعرا کا انتخاب ہوکر درج ہوگا۔

دفعہ ۴ کلام فرمائشی بلا انتخاب فی شعر ۲؍ لینے پر درج ہوگا۔

دفعہ ۵ خط و کتابت بنام میرزا فدا حسین مہتمم کارخانہ دبدبۂ حیدری اگرہ ہونا چاہئے ہر تحریر جوابی کیلئے ٹکٹ
یا پوسکارڈ آنا چاہئے ورنہ جواب قلم انداز ہوگا۔

پرچہ پہونچتے ہی اس مین غزلین آنا چاہئین۔

یکم جولائی ۱۹۰۳ء (سرخی آنکھون مین چھا رہی ہے) وفا۔ جفا۔ قافیہ۔ رہی ہے ردیف
یکم اگست ۱۹۰۳ء (اگلا اک بوسہ کے دینے پہ بگڑنا دیکھو) تماشا۔ چرچا قافیہ۔ دیکھو ردیف
یکم ستمبر ۱۹۰۳ء (خنجر یار شہیدون کا گریبان ٹھیرا) عریان۔ احسان۔ قافیہ۔ ٹھیرا ردیف۔

التماس جن حضرات کو اپنی تصنیف کی ہوئی کتابین یا چھاپی ہوئی فروخت کرنی منظور ہون وہ صاحب کتابونکو ہمارے پاس روانہ فرمائین جنکی کمیشن بحساب فی سیکڑہ پچیس روپیہ ہوگی بشرطیکہ کتاب کی قیمت ایکروپیہ سے زیادہ ہو۔ اور اگر ایک روپیہ یا اس سے کم ہوگی تو بذریعہ خط و کتابت کے کمیشن طے ہو جائیگی۔ ہر سہ ماہی کے بعد حساب مالکان کتب کو فروختگی و باقی کتابون کا مع قیمت روانہ ہوتا رہیگا۔ مالکان ہر کتاب قیمت سے مطلع فرمائین اور کتابین بنام میرزا فدا حسین مہتمم کارخانہ دبدبۂ حیدری اگرہ روانہ فرمائین۔

التماس ضروری جو صاحب جو چیز مندرجہ فہرست طلب فرمائین اپنا نام نامی اور مقام جہان وہ اشیا منگانی منظور ہون نہایت صاف تحریر فرمائین کہ کسیطرح کی دقت نہ واقع ہو اور چونکہ محصول ریلوے کم ہی لہذا اسٹیشن کا نام صاف تحریر فرمائین

جن حضرات کی خدمت مین دامنِ بہار روانہ کیا جاتا ہے براہِ عنایت قیمت سالانہ پیشگی سے فوراً کارخانہ کی مدد فرمائین اور اپنے احباب کو بھی خریداری کی ترغیب دلائین درخواستین مع قیمت بھیجائین بلا وصول ہونے قیمت کے کسی کی خدمت مین دامن بہار ارسال نہو گا یہ اصول بہت استحکام کے ساتھ مقرر کیا گیا ہے۔

وہ یاس میں امید بھی کچھ کچھ ملی ہوئی
پوچھو ہمارے دل سے مزا انتظار کا

ہزارون پرچہ گلدستہ دامن بہار کا چھپ چکا اسمین شک نہین کہ ہمارے خوش معاملہ خریداران گلدستہ دامن بہار اگر پیشگی چندہ سالانہ سے اعانت نہ فرماتے رہتے تو مطبع کا کام نہ چلتا یہہ اونہین صاحبون کا طفیل ہے اور بہت کم ایسے حضرات ہین جنہونے باوجود تقاضا اب تک قیمت ادا نہین کی یہ ظاہر ہے کہ قلیل رقم کے لئے عرض کرنیکے سوا اور کیا کارروائی ہوسکتی ہے اخیر نتیجہ یہ کہ پرچہ کی روانگی موقوف کیجائے مگر اونکے واسطے دنیا کی شرم اور آبرو کا خیال بھی کوئی چیز ہے ؎

یان لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب مین
وان ایک خاموشی تری سبکے جواب مین

نیاز مند میرزا فدا حسین مہتمم کارخانہ مطبع دبدبۂ حیدری اگرہ ٭

مصرع طرح دامن بہار

آہ دل سوزان کا اثر دیکھیے کیا ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغا جناب سید محمود الحسن صاحب آغا ایف ۔ اے کلاس آگرہ کالج

ہر نگہ یار اودھر دیکھیے کیا ہو
میرا دل مجروح ادھر دیکھیے کیا ہو

عدہ تو سچے ہین وہ آتے ہین ادھر کو
اغیار بھی ہین ساتھ مگر دیکھیے کیا ہو

کیا عاشق صادق مجھے سمجھینگے وہ اب بھی
جاتا ہون لئے ہاتھ پہ سر دیکھیے کیا ہو

اب کونسی باقی ہے جو بیداد کرینگے
کس ظلم پہ کہتے ہین کہ دیکھیے کیا ہو

اللہ کرے میری ہی تدبیر جو ہوئی ہو
قاتل کی ہے خنجر پہ نظر دیکھیے کیا ہو

منظور اگر نذر ہو عاشق کی تو بخت
جاتا ہون لئے ہاتھ پہ سر دیکھیے کیا ہو

ہر بات ہین کہتے ہو نہ بولا کرو ہمسے
اب یہہ بھی تمنا ہے اگر دیکھیے کیا ہو

آرام سے ابتک شب وصل کٹی ہے
دہڑکا ہی کہ ہوتی ہے سحر دیکھیے کیا ہو

آغا وہ رہا کرتے ہین اغیار کے ہمراہ
کیا اسکا ہوا انجام تمہ دیکھیے کیا ہو

برق ۔ جناب شیخ حبیب اللہ صاحب متخلص بہ برق رئیس مرادآباد ۔

چاہت کا مری اونپہ اثر دیکھیے کیا ہو
انسان کو کیا کل کی خبر دیکھیے کیا ہو

کہتے ہین شب وعدہ مین ہم جو لیتے وہ
ہے آجکی شب کا ہمین ڈر دیکھیے کیا ہو

مین انکی تو ضع کرون یا خود کو سنبھالون
اس وقت اودھر درد جگر دیکھیے کیا ہو

جانباز نکو رہ گئے نقش کف پا بن
ہو بدی ہوئی اُدھر نظر دیکھئے کیا ہو

دل لے کے بہت خوش کیا اُس شوخ نے پہلے
اب جان پہ پڑتی ہے نظر دیکھئے کیا ہو

کس کس کے سینہ لائیگی بلا سر پہ نہ معلوم
بل کرتی ہے وہ زلف دوسر دیکھئے کیا ہو

آغاز ہی میں عشق کی طے ہوتی نہیں ہمت
کچھ ٹوٹی سی جاتی ہے کمر دیکھئے کیا ہو

اٹھکیلیوں سے وقت بسر کرتی ہے نزاکت
دوہری ہوئی جاتی ہے کمر دیکھئے کیا ہو

وہ بعد ستم آپ ہی کچھ سوچ کے دل میں
سفلو سے دلکی آہ کا اثر دیکھئے کیا ہو

دل ہاتھ تو دیا اک بت سفاک کو ہی بے
ہو فائدہ آمین کہ ضرر دیکھئے کیا ہو

خالق علی - جناب خان علی صاحب

ہیں جوش پہ اب دیدۂ تر دیکھئے کیا ہو
سامان بد آتے ہیں نظر دیکھئے کیا ہو

کب دیکھئے آؤ ہیں بے کشش دل
اس جذبۂ محبت کا اثر دیکھئے کیا ہو

ہمت کا قدم کوچۂ الفت میں بڑھا ہے
پر نخل محبت کا ثمر دیکھئے کیا ہو

گیسو پہ کبھی آنکھ کبھی رخ پہ نظر ہے
ہم دیکھتے ہیں شام و سحر دیکھئے کیا ہو

وحشت لئے جاتی ہے مجھے جانب صحرا
اب ہوگیا میں خاک بسر دیکھئے کیا ہو

آغاز محبت میں تو سب آفتیں جھیلیں
انجام کا ہے خوف و خطر دیکھئے کیا ہو

جچتے نہیں یا فلک سیر کو ہیں نگیں
آہوں سے نکلتے ہیں شرر دیکھئے کیا ہو

زنار کو ہم توڑ کے ہیں کفر سے نکلے
اسلام پہ ٹھہرا ہے حضر دیکھئے کیا ہو

بے زاد ہیں آغا کی خوف بھی ہے
اور ملک کا سامان سفر دیکھئے کیا ہو

تارک - جناب پنڈت کرپا رام صاحب تارک

ملتا نہیں وہ رشک قمر دیکھئے کیا ہو
اپنا بھی ہے اب شام و سحر دیکھئے کیا ہو

بڑھتی ہے شب ہجر لیالی ہماری
گم گشتہ وہ یوسف ہی کدھر دیکھئے کیا ہو

بلبل نے خزاں میں کیا صیاد سے شکوہ
کر بند قفس گل کا شجر دیکھئے کیا ہو

کل باغ میں شمشاد کو تو کا بتا کس نے
سنتی ہیں یہ اڑتی سی خبر دیکھئے کیا ہو

عاجز - جناب شیخ الٰہی بخش صاحب عاجز

بے پردہ ہے وہ رشک قمر دیکھئے کیا ہو
ہے شق ہی ہے دید کی نظر دیکھئے کیا ہو

چمکا ہوا ہے رشک قمر دیکھئے کیا ہو
تیور ہیں بدلے ترچھی نظر دیکھئے کیا ہو

اب فرقت کے کم ہیں پر کھا کے نالے
منہ کو لگا آنے جگر دیکھئے کیا ہو

جچرا ہے عقل اور بہت دور ہے منزل
بیٹھے ہوئے ہیں راہ سفر دیکھئے کیا ہو

پیکان ترے تیر کا دل سے نہیں نکلا
مہماں کی قبضہ میں ہے گھر دیکھئے کیا ہو

دریا میں گناہوں کے گئے غوطے ہی کھا کھا
اب پانی گیا سر سے گذر دیکھئے کیا ہو

منظور ہے مشق انکو جو بیداد گری کی
رکھتے ہیں گردن پہ سپر دیکھئے کیا ہو

رہتا ہے تصور تری ابرو کا شب و روز
ہے سر پہ اجل ہاتھ میں خنجر دیکھئے کیا ہو

ماتا شب وصلت ہے مری آغوش میں
کچھ کا ہی ہے وقت سحر دیکھئے کیا ہو

قاصد نے الٰہی یہ خبر کیسی سنائی
ہمکو نہیں اپنی خبر دیکھئے کیا ہو

تمیز - از ایم - ایچ - طالب علم ہائی سکول بلند شہر

اس نخل محبت کا ثمر دیکھئے کیا ہو
آہ دل سوزاں کا اثر دیکھئے کیا ہو

اس سحر کا شعلوں سحر دیکھئے کیا ہو
ہے قتل نہیں مد نظر دیکھئے کیا ہو

نالہ کو تجھے وہ بت کافر نہ پسیجا
آہ دل سوزاں کا اثر دیکھئے کیا ہو

رسوا تو کرایا ہے مجھے ستارہ جہاں میں
اور آپ سے اے دیدۂ تر دیکھئے کیا ہو

نقشہ میں کھینچ ہے مری شکل جو ربنے
بیٹھے ہیں وہ ناحق وہ سر دیکھئے کیا ہو

اس بت کی سنی گور پہ ہو کر جو گذر
ہے چرخ و زمین زیر و زبر دیکھئے کیا ہو

کیوں آج یہ قضا ہوتی ہے تدبیر تمہاری
کیوں آج یہ باندھی ہے کمر دیکھئے کیا ہو

ای ختم رسل عرش ہے شافع محشر
محشر کا بہت ہی مجھے ڈر دیکھئے کیا ہو

سفلی - جناب کالے خانصاحب سفلی اکبرآبادی ۔

...جس کی شب ہجر میں انداز سوا ہو
پھر شام سے بیٹھا ہی شب دیکھئے کیا ہو

...ی گرایہ کو بھی میسر نہیں اور آج
آتے ہیں وہ مہمان مرے گھر دیکھئے کیا ہو

...میں کہتے ہیں کہ ہو مین ترے آنکھیں
ہے اب مری آنکھ پہ نظر دیکھئے کیا ہو

...لوں میں بڑا رہتا ہوں رات بہا تیں
جنت میں سینگی یہ پیدر دیکھئے کیا ہو

...خانہ دلدار میں یہ غیر چلے آئے
یہ بھی کوئی خالہ کا ہی گھر دیکھئے کیا ہو

...سے حال سنتے ہیں اوس رہگزر میں کو
امید تو جیتے کی ہی پر دیکھئے کیا ہو

شوخ - ن ۔ ب ۔ م ۔ امرتسری

...ہے بجتے ہیں نظر دیکھئے کیا ہو
اثنا یہ دعا کا ہو اثر دیکھئے کب ہو

...دل میں یقین اٹھیگا پھر نوح کا طوفان
پھر جوش پہ ہے دیدۂ تر دیکھئے کیا ہو

...وہ دلکو مرے لیکے جگر ہانپ رہی ہے
پھر تکتی ہے دزدیدہ نظر دیکھئے کیا ہو

...ہم آہ رسا کا تو اثر دیکھ چکے ہیں
اب دل کے تڑپنے کا بھی اثر دیکھئے کیا ہو

...بے طور ستاتا ہے ہمیں درد محبت
اس درد کا انجام مگر دیکھئے کیا ہو

...وہ عیش ہی کرتے ہیں بسر غیر وہیں جا
عشرہ ہے محرم کا ادھر دیکھئے کیا ہو

اے شوخ مجھے ڈر ہے کوئی فتنہ نہ جاگے
پھر تکتی عدو کی ہے نظر دیکھئے کیا ہو

خستہ امرتسری ۔

جی وحشت میں لگتا ہے نہ گھر دیکھئے کیا ہو
پھر جوش جنوں کا ہے اثر دیکھئے کیا ہو

کیا جانے مآل اسکا بھلا ہو کہ برا ہو
دل لیچلا پھر یار کے گھر دیکھئے کیا ہو

بیتابی دل کا تو اثر دیکھ لیا ہے
اب آہ رسا کا بھی اثر دیکھئے کیا ہو

پھر یاد کسی کی ہے لگی چھیڑنے دل کو
پھر تازہ مصیبت کا اثر دیکھئے کیا ہو

اللہ ہی بچائے نگہ ناز سے اوسکے
وہ تیغ کا کرتی ہے اثر دیکھئے کیا ہو

اُٹھ اُٹھ کے بہاتا ہے ادھر درد محبت
اس درد کی تاثیر ادھر دیکھئے کیا ہو

ناکامی دنیا ہی رہے دربدر ہم
یہ حال ادھر کا ہے ادھر دیکھئے کیا ہو

جس در پہ پہنچا نیکی قسم کھاتے ہیں ہمدم
پھر جاتا ہے وان خستہ جگر دیکھئے کیا ہو

شیفتہ - جناب مولوی ابوالجمیل محمد عبدالخلیل صاحب

ہم لیکے گنہگار ادھر دیکھئے کب ہو
اللہ ہی غفار ادھر دیکھئے کیا ہو

یا شاہ چلا ولولۂ شوق میں تیرے
اب راہ میں تکلیف و خطر دیکھئے کیا ہو

طیبہ میں بلاتے ہیں مجھے یا نہیں ہمدم
ان آہ و فغاں کا اب اثر دیکھئے کیا ہو

ہو کرکے گنہگار چلے روبرو حق کے
ہے دلکو لگا کھٹکا مگر دیکھئے کیا ہو

جنت مجھے ملتی ہے کہ ملتا ہے جہنم
اس عشق محمد کا ثمر دیکھئے کیا ہو

دیدار میسر مجھے ہوتا کہ نہیں ہے
آہ دل سوزاں کا اثر دیکھئے کیا ہو

اے شیفتہ بیدل میں چلا ہے زیارت
اب راہ مدینہ میں خطر دیکھئے کیا ہو

جو غزلیں گذشتہ میں باقی رہگئی ہیں وہ اس پرچہ میں درج ہو کر ہدیہ ناظرین کیجاتی ہیں ◆

شیفتہ - جناب مولوی ابوالجمیل محمد عبدالخلیل صاحب

مدینہ کی تمنا ہے خدا ہو بجا و ورنہ یون
ہزاروں حوصلے دل کے اگر نکلے تو کیا نکلے

جدائی سید عالم کی دل پر شاق ہوتی ہے
عجب کیا ہے بہار کر سینے کو دل باہر بھی نکلے

رہی قسمت مدینہ میں بلا مین مجھکو گر حضرت
رہا کلمہ لبیک کو کہتا ہوا نکلے

تو ہی اس بحالت جان مونس و غمخوار ہے آقا
سوا تیرے جہاں میں کس سے اپنا مدعا نکلے

دعا کرتا ہوں اے خالق کر دو حشر میں جو سب
زبان نام احمد اور ہی یا شفیع نکلے

خدا شیفتہ طبق دعا ذرات ہے یہی
کرو وقت نزع منھ سے نام پاک مصطفیٰ نکلے

خاور ــ جناب حیدر حسین خانصاحب خاور

بنے ذرہ نوازی سے اگر وہ مہر آسا نکلے
اسی قدر اوج پر آئے تو الفت کا ثریا نکلے

شرارت سے ستمگر دلجلوں کو یوں ستاتا ہے
خدا جانے جلے دل سے بھلا نکلے برا نکلے

فقیر رند مشرب میں ہمارا بھی دعا دیجے
پلا دے جام مے ساقی کہ مینا میں نہ نکلے

میں وہ ہوں دل جلا اف بھی کروں تو عرش ہل جائے
قیامت ہو بپا پھر جو منھ سے بددعا نکلے

دیا قاصد نے جب نامہ تو وہ سفاک یوں بولا
لگا میں دل فقط اور دو کہ ہم بیوفا نکلے

ملیں مجنوں سے آنکھیں قیس نے صحرا نوردی میں
پکارا وحشیوں نے وہ جگت استاد آ نکلے

عجب کیا ہے جو بخشے خالق اکرم سب گناہ اپنے
دم رحلت اگر بندے کے منھ سے یا خدا نکلے

تصور میں جو اس لعل لب رنگیں کے ہم روئے
ہمارے اشک خونی رشک لعل بے بہا نکلے

ابھی آسان ہو نزع روح کی سختیاں خاور
مرے منھ سے اگر نام شہید کربلا نکلے

افسر ــ جناب منشی سید امیر حیدر صاحب افسر

کرے جور و جفا وہ اور منھ سے بددعا نکلے
نمک زخموں پہ وہ چھڑکے تو الفت کا مزا نکلے

مرا حال پریشاں کہنا گر وہ باغ میں آئیں
دل محزوں کا بھی کچھ کام تجھ سے اے صبا نکلے

خرام ناز سے تربت کو ٹھکرائیں جو وہ آ کر
جرس کی طرح میرے کاسۂ سر سے صدا نکلے

جنہیں ہم دوست سمجھے تھے وہ دشمن جان کے ٹھہرے
لگایا جن سے دل وہ ہی نا آشنا نکلے

ہنسی میں نت دانتوں چمکے شفق میں جیسے بجلی
کھلا جب حقۂ یاقوت در بے بہا نکلے

نہیں معلوم کیا عہد جوانی لا سکی رنگت
ابھی سے تم غضب آفت کے پرکالا نکلے

غرض کیا دو دن تجھ سے تقاضا ہی زر و ایماں
ترے آنچل میں نقد دل اگر میرا بندھا نکلے

ہزاروں کو گلا لیتا دین اپنے تو کی عوض میں
زباں اب رکے گی ڈر سے نہ منھ سے بددعا نکلے

وہ چہرہ چاند سا ان گیسوؤں میں ظلم ڈھاتا
میان ابر تیرہ جس طرح شمس الضحیٰ نکلے

خوشی بخشی مقطع افسر کی بہ نذر ریت سے
جو گنبد سے فلک چڑھتا ہوا وہ فاتحا نکلے

قمر ــ جناب سید قمر الدین احمد صاحب قمر ایڈیٹر رسالہ قمر

ہماری آنکھ کی کیا بن پڑی ہے
سواد دیدہ مسی کی دھڑی ہے

بنا پردہ ہی دروازہ پہ اونکے
دل صد چاک کی چلمن پڑی ہے

سنا ہی جب سے وہ ماتم کرینگے
خوشی جینے سے مرنے کی پڑی ہے

سر و تن کا مرے جھگڑا چکا دے
ترے خنجر کو ایسی کیا پڑی ہے

اگر صبح شب وصلت ہے غازہ
تو شام ہجر مسی کی دھڑی ہے

مجھے جاتی ہی چھوڑے آہ کس پر
جوانی بے مروت تو بڑی ہے

کسی کا ہائے کہنا وصل کی شب
عزیزو لو تمہاری بن پڑی ہے

تصور کی ہے قبضہ میں تری شکل
جب آنکھیں بند کیں آگے کھڑی ہے

شب وصلت جو لپٹا میں تو بولے
کہاں کی تجھ پہ مستی آ پڑی ہے

شب فرقت ہو یا ہو روز محشر
تمہاری زلف دونوں سے بڑی ہے

ہزاروں لخت دل ٹپکے ہیں اس میں
ہماری آہ پھولوں کی چھڑی ہے

ادھر مجھ سے ہوئی جب ہاتھا پائی
ادھر شوخی حیا سے لڑ پڑی ہے

نہ دو گے تم جو دل ہم بوسہ لینگے
یہی ہمکو بھی ضد اب آ پڑی ہے

ہماری آہ سوزاں کا دھواں ہے
لب رنگیں پہ یہ مسی کی دھڑی ہے

زبان ناصح کی رکتی ہی نہیں ہے
یہ اک کوکی ہوئی گویا گھڑی ہے

چکھا دیں ذائقہ تو ہونٹ چاٹو
ابھی بوسوں میں بھی لذت بڑی ہے

نہیں شیشہ ہے تیری آرسی پہ
یہ چشم عاشق حیراں جڑی ہے

بگڑ کر وصل میں کہنا کسی کا
قمر ٹھہرو بھی جلدی کیا پڑی ہے

ایضاً

ہزاروں چھد گئے دل جب لڑی ہے
نگاہ یار پھولوں کی چھڑی ہے

محبت جان لینے پر اڑی ہے
یہ پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑی ہے

یہ شوخی کہ کے دست شوق کی
شکن کیون چست انگیا مین پڑی ہے

شب ہجران سے او تاب دیکھین
تری زلف سیہ کتنی بڑی ہے

یہ عکس ابرو پر خم وہ ایدل
جسے سمجھا تو مستی کی دھڑی ہے

محبت تیری چوٹی کی ہے ظالم
بلا کیطرح سے پیچھے پڑی ہے

وہ بولے پیار سے لیلو بھی آؤ
اسی کی تمکو بس حسرت بڑی ہے

ہوا اک جان کے ہے جسم مین گیا
سمجھ تو دھوکے کی ٹٹی کھڑی ہے

چلے چھپکے کہان تم دل کو لیکر
ستم تو اسکی قسمت بھی بڑی ہے

یادین کون سے ہیں تری اچھی
وہی بس جو نکیلی ہے کڑی ہے

گھٹا گھنگھور چھائی ہے چمن مین
لگا تیرے لب پہ مستی کی دھڑی ہے

ترے حسد نے زبان کچھ تو کہدے
محبت ہمکو بھی تجھسے بڑی ہے

چلے وہ اوٹھا ہے فتنۂ حشر
قیامت کونے مین دبکی کھڑی ہے

ترے دل مین نہ ٹھہرے ایک ساعت
ہماری یاد کیا کچی گھڑی ہے

پروکر اشک رنگین کو مژہ مین
بنائی ہمنے پھولون کی چھڑی ہے

شب فرقت سے چھٹکارا ہی مشکل
کہان کی کل مصیبت یہ سر پڑی ہے

نزاکت تیرے لب کی کیا بیان ہو
گل رخسار کی یہ پنکھڑی ہے

بلا کر چھاتی سے اپنے لگا لو
تمنا منتظر کب سے کھڑی ہے

تری رگ رگ مین گر ہے بیوفائی
تو گھٹی مین وفا میری پڑی ہے

گناہون سے نہ گھبرانا قمر تم
سنا ہی اوسکی رحمت بھی بڑی ہے

بلائے جانستان مانند ناگن
یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے

لپٹ کر اوس سے سونے کا مزا ہے
یہ چوٹی اسلئے پیچھے پڑی ہے

وظیفہ حور کا زاہد نے بھولا
نگاہ اوسکی جب اوس بت پر پڑی ہے

جو رکھے ہمنے راہ عشق مین پاؤن
پکاری موت یہ منزل کڑی ہے

مجھے ایک ایک لمحہ ہے قیامت
شب ہجران کی ہر ساعت کڑی ہے

کیا مین نے سوال وصل تو وہ
یہ کہتے ہین تجھے اپنی پڑی ہے

نہین گر وصل تو بوسہ ہی دیدو
مثل ہے پھول کی جا پنکھڑی ہے

عدو سے وہ نہین آئے ہین لڑکر
کہ قسمت میری اوس سے لڑی ہے

شہنشاہ ہو دکن کا شاہ الہی
کلامی کی دعا یہ ہر گھڑی ہے

شمیم

مری اونکی جدائی کی گھڑی ہے
قیامت سے بھی یہ سخت گھڑی ہے

عوض عارض کے دیدو دو تو لب
مجھے تو پھول کی جا پنکھڑی ہے

لگا دو دست نازک سے تو ای گل
مجھے بھی تیغ پھولونکی چھڑی ہے

خزانہ دل مین ہے داغ جنون کا
ہمارے ساتھ یہ دولت گڑی ہے

تھمے کیونکر ہماری چشم گریان
کہ یہ بارہ مہینے کی جھڑی ہے

تمہارے لعل لب کا جوہری ہون
رقم یہ میری نظرون مین چڑھی ہے

نکلنے کو ہے یوسف کی سواری
زلیخا راہ مین آکر کھڑی ہے

ہماری نقد جان تو جا چکی ہوت
فقیرون کی طرح اب کیون اڑی ہے

غزل مین ہے بیان سوز الفت
ہر اک مصراع موزون پھلجھڑی ہے

شمیم اسمین طبیعت پھر لڑاؤ
زمین اچھی تو ہے لیکن کڑی ہے

کلامی جناب محمد اکبر خانصاحب کلامی۔

ترے بیمار کو وہ تپ چڑھی ہے
اجل جسکی عیادت کو کھڑی ہے

ایضاً

مصیبت راہ الفت میں بڑی ہے
جو منزل اس سفر کی کڑی ہے

لگادی اوسنے پہولوں کی جہڑی ہے
یہ بد ہی پیٹھ پر میرے پڑی ہے

بلاؤن نے ہی منھ کہولا شب ہجر
ہی از در جو مری چہت کی کڑی ہے

نہیں سید ہے تمہارا مجھے سے یہ دل
کسی نے کچھ نہ کچھ بیشک جڑی ہے

نہ کو سوچا ہنسے والونکو اپنے
کوئی کیسی کوئی کیسی گہڑی ہے

اوہنیں ہے یاد دل لینے کی گہاتین
بڑی تقریر مین دہوکا دہڑی ہے

چمن مین آؤ تم دم بہر کی خاطر
زیارت کے لیے نرگس کہڑی ہے

بہروسہ کچھ نہیں شمع سحر کا
یہ مدہم روشنی بھی دو گہڑی ہے

تجہی سے وصل کی امید اون سے
مجھے تو جان کی ایدل پڑی ہے

عرق آلودہ اونکا رخ جو دیکھا
چمن مین اوس پہولون پر پڑی ہے

نہ تہا قاضی کو یہ احوال معلوم
کہ دخت رز مری گہر مین پڑی ہے

کیا ہے زال دنیا نے پریشان
عجب یہہ بیسوا پالے پڑی ہے

کرینگے خوب ہی صحرا نوردی
گیا مجنون ہماری بن پڑی ہے

نہ میری خاک نے بھی اوج پایا
کہ جب اونچی ہوئی ہو گر پڑی ہے

دم پامال ہٹ جائیگا تو ہی
مجھے اے داغ دل تیری پڑی ہے

نہیں ہا نظر بازی کا لپکا
تجھے ایدل بُری عادت پڑی ہے

شکایت ہجر کی سنکر وہ بولے
تجہی پر کیا مصیبت یہ پڑی ہے

وہ میری چشم کو کہتے ہین نرگس
کہ جنکی آنکھ مین پہلی پڑی ہے

اوہنیں لے گئی جنگل مین وحشت
تمہاری آنکھ جن جن پر پڑی ہے

تری نازک کمر بل کہا نجائے
یہہ چوٹی کس لیے پیچھے پڑی ہے

ہمکان ہو ترا کوچہ ہوا ہے
کسی دیوانے کی میت گڑی ہے

خدا کا شکر ہے کوئے صنم میں
الیس مردن بری میت گڑی ہے

دلاسا ہا نہ شفقت ہی نہ تسکین
تمہاری بات جو ہے وہ کڑی ہے

ابہی مین یاد کرتا تہا جو آئے
خدا رکھے جناب اونکی بڑی ہے

نہیں چار آنکھہ کرتے عاشقون سے
وہ ہے کم سن حیا لیکن بڑی ہے

نہ اک بوسہ دیا سائل کو اپنے
سُنا تہا آپکی ہمت بڑی ہے

نسیم الفت نہوگی ترک دل سے
کہ ایک مدت سے یہ عادت پڑی ہے

مضطرب - جناب احمد اللہ صاحب مضطرب -

ابہی تو رات باقی چند گہڑی ہے
تمہین کیون جانے کی پڑی ہے

وہ مے پیتا ہے زاہد اسکو پکڑو
خدا کی مار کیا اسیر پڑی ہے

مرینگے ایک دن حضرت سلامت
خضر ہی عمر گو اونکی بڑی ہے

شب وصلت کہا ہے بگڑ کر
تمہین کیون اسقدر جلدی پڑی ہے

مزا ہی ظلم مین ہی اوسکے ایدل
وہ ہی آسان ہمپر جو کڑی ہے

اوسے سب حال ہے پہلے سے معلوم
چغل خوردن نے کیون جاکر جڑی ہے

نکلنے کو ہے دم صورت دکہا دو
فقط اک سانس سینے مین اڑی ہے

وہ روئے ہجر کی شب عاشق زار
پشیمان جن سے ساون کی جہڑی ہے

خوشی سے تم لگاؤ مجھہ کو صاحب
نہیں یہ تیغ پہولون کی جہڑی ہے

غزل اک اور بہی اے مضطرب لکہہ
زمین اچہی ہے گنجائش بڑی ہے

ایضاً

مصیبت اپنی قسمت مین کڑی ہے
کرین کیا اب تو سب سہنی پڑی ہے

بلالے پاس اپنے ہجر مین اب
مجھے ایک ایک پل سو سو گہڑی ہے

ذرا جلوہ دکہا دو تم لب بام
در دولت پہ ایک خلقت کہڑی ہے

ہمارا اوس رشک گلشن کو سنگہار — کہڑی پہولوں کی لیکر سنگہر ی ہے
...ہین درمان مرا عیسی سے کہدو — مجرب ہی اگر کوئی جڑی ہے
...سے گی آج کیا ناگن کسیکو — یہہ چوٹی کسلئے پیچہے پڑی ہے
...ہی مین یاد اسکو کر رہا تہا — وہ آیا عمر گلدستہ بڑی ہے
...جناب داغ کے شاگرد ہو تم — تمہاری مضطرب قسمت بڑی ہے

تمہارے اس بگڑنے پر مری جان — عدو کمبخت کی کیا بن پڑی ہے
نہ آئے وہ دم آخر نہ آئین — یہہ ہچکی گہڑی یاد و گہڑی ہے
مرین یا ہم جئین اونکی بلا سے — وہ بان کیون آئین اونکو کیا پڑی ہے
بہلا ایسا بہی کیا آنا ہے صاحب — کہ آتے ہی جو جانے کی پڑی ہے
کہان صہبا کہان میخانہ واعظ — کسی نے اوسپہ یہہ تہمت جڑی ہے

خائف علی ۔ جناب خائف علی صاحب

...ب جا نہین ہنین ہے نشتر غم — انی ہیرے کی ہیلم مین جڑی ہے
...تنا اوٹہی ہے دل برابر غم کی — لگی آنکہون سے پانی کی جہڑی ہے
...مین زیبا ہے تکیہ زندگی پر — برابر موت بہی اوسکے کہڑی ہے
...م اس راہ مین رکہنا سنبہل کر — مسافر کو بہی منزل کڑی ہے
...رہو خائف علی چلنا ہے آخر — اجل بہی آگئی سر پر کہڑی ہے

عادل جناب عادل صاحب

نہین دانتون مین مستی کی دہڑی ہے — انی ہیرے کی ہیلم مین جڑی ہے
مدد اب کیجئے عادل کی آکر — بڑی مشکل کشا مشکل پڑی ہے

نور ۔ جناب نور محمد صاحب نور ۔

...دی ہے صورت زنجیر کاکل — کہ اسمین جو گرہ ہے وہ کڑی ہے
...ی و شوق سب چہٹتے ہین زاہد — خرابی نیک ہونے مین بڑی ہے
مسلسل اشک خون بہتے ہین ایسے — ہی لعل بدخشان کی لڑی ہے

ہوش ۔ جناب منشی قلندر حسین صاحب ہوش مقام آرا

...یسر وصل اوسکا گر ہو مجکو — تو جانون ہوش کی قسمت بڑی ہے

صہبا ۔ جناب علی حسین صاحب صہبا ۔

...سی کی لعل لب پر کب دہڑی ہے — شفق پر ابر کی چادر پڑی ہے
...وہ گیسو چہونے پر بکہرے ہین مجپر — بلائے ناگہان سر پر پڑی ہے
...تبسم برق ہے اوس شعلہ رو کا — ہمارا گریہ ساون کی جہڑی ہے

شیفتہ ۔ جناب مولوی محمد ابو الجمیل محمد عبد الجلیل صاحب

سر طور آنکہ اوس بت پر پڑی ہے — بڑی اونچی جگہہ قسمت لڑی ہے
اکیلی یہ ہزارون سے لڑی ہے — نگاہ یار مین شوخی بڑھی ہے
پریشانی ہمین اسکی بڑی ہے — یہ چوٹی کس لئے پیچہے پڑی ہے
زبان پر آپ ہی کا تذکرہ ہے — تصور آپ ہی کا ہر گہڑی ہے
رخ زیبا سے اولٹو جلد برقعہ — تمہاری دید کو خلقت کہڑی ہے
قدم رکہنا سمجہکر اسمین اے دل — کہ راہ الفت جانان کڑی ہے
وہ روتا دیکہکر یون ہنسکے بولے — یہ آنسو ہین کہ موتی کی لڑی ہے
یہ کیا حالت ہوئی صبح شب وصل — نہ سرمہ ہے نہ مسی کی دہڑی ہے
وہ صبح وصل رخصت ہو رہے ہین — غضب کا وقت آفت کی گہڑی ہے
نہ لونگا بے اجازت ہجر مین بوسہ — چلو جانے دو یہہ دہوکا دہڑی ہے
حسین کتنا ہی ہر اک دیکہکر یہہ — قیامت کی جوانی بہت بڑی ہے
غزل وہ شیفتہ کی سنکے بولے — طبیعت مین ترے خوبی بڑی ہے

بادشاہ - جناب قادر بادشاہ صاحب بادشاہ -

مٹا تو نفسی مجھے خوف احمد و کیا ہے
غریق بحر محبت کو آبرو کیا ہے

ملے جو یار تو پھر مجھکو جستجو کیا ہے
یہ آرزو جو بر آئے تو آرزو کیا ہے

اب انکی بادہ کشی کا بھی تو یقین ہوا
وہ پوچھتے ہیں یہ پیمانہ کیا سبو کیا ہے

کیا نہ قتل کسی کو یہ ہم نے مان لیا
بتاؤ آپکے دامن میں یہ لہو کیا ہے

لہو میں مشک جو زلفوں کو پیچ و خم ہے کہاں
مثال درد میں جو سنبل آسمیں بو کیا ہے

یہی تو بات ہے عشاق کو ستانے کی
وہ ہمکلام اگر ہوں تو گفتگو کیا ہے

ریا کو دور کرو زاہد و خدا کے لئے
بجز جو دل ہے تو ظاہر کی شست و شو کیا ہے

بجز خدا کے نہیں کوئی غیب دان یہاں
یہ کس سے پوچھوں مرے دل کی آرزو کیا ہے

سناؤں کس کو یہ پیر فراق صدمے ہیں
یہ کس سے پوچھوں مرے دل کی آرزو کیا ہے

اے بادشاہ نہ آیا ہو گر پیام اجل
تمہاری ریش میں پھر یہ سفید مو کیا ہے

شور - جناب محمد حاجی صاحب شور

بتاؤ جسم مطہر کی شست و شو کیا ہے
جو دل ہے پاک تو اسکے لئے وضو کیا ہے

کیا ہے تم نے عنایت سے شاد لاکھوں کو
مجھی سے طرز تغافل یہ ماہرو کیا ہے

سبھی ہیں فکر معیشت میں اہل دہر مگر
یہ کس سے پوچھوں مرے دل کی آرزو کیا ہے

رلاؤ کسکے تصور میں رہتا ہے ہر دم
کدھر خیال ہے تیرا یہ جستجو کیا ہے

کھلے ہیں پھول جو گلشن میں تم ملاؤ ذرا
تمہارے حسن کے آگے وہ رنگ و بو کیا ہے

شب وصال وہ بوسے لیتا ہے کے بیٹھو
اب اس سے بڑھ کے تری شور آرزو کیا ہے

افضل - جناب سید افضل حسین صاحب افضل

صبوحی کے واسطے ساقی کو جستجو کیا ہے
شراب بیت میں رہنگے ہم سبو کیا ہے

عمر تمہاری محبت کے جب سے رہتے ہیں
بہلا سنو تو ذرا غل یہ چار سو کیا ہے

میں آج اے شاہ تب تجھی جانوں
وہ مجھسے پوچھیں ترے دل کی آرزو کیا ہے

کبھی نہ اونکا ہیر قریب میں ناصح
تری نصیحتیں کیا تیری گفتگو کیا ہے

سوال وصل پہ دیتی ہو گالیاں مجھکو
زبان روکئے یہ طرز گفتگو کیا ہے

ترا تو وہم ہی اوتک نہیں پہنچ سکتا
رقیب اصل تری کیا ہے اور تو کیا ہے

نہ خوف کہا تو کسی طرح دل میں آئے افضل
اگر وہ دوست ہے تیرا تو پھر عدو کیا ہے

غنیم - جناب حکیم الٰہی بخش صاحب مالک گلدستہ عروج بہار بمبئی -

ہر ایک بات پہ کہتے ہیں آپ تو کیا ہے
حضور آپکی یہ آج گفتگو کیا ہے

تلاش یار کی بیجا ہے عاشقو پھر تو
جو اپنے دل میں ہو پھر اوسکی جستجو کیا ہے

لبوں کے آگے نہیں لعل کی حقیقت کچھ
گہر کے سامنے دانتوں کی آبرو کیا ہے

نہ اصل ہو نگی کچھ نہ حوروں کی حقیقت
تمہارے آگے کوئی اور خوبرو کیا ہے

خجل ہے لالۂ شفق جو رخ پر ہے شرمندہ
لہو کو پیکے تری تیغ سرخرو کیا ہے

خدا کی شان شب وصل پوچھتا ہے بت
بتا غنیم ترے دل میں آرزو کیا ہے

ہادی - جناب مہدی حسین صاحب ہادی

نماز کیا ہے یہ زاہد ترا وضو کیا ہے
بتوں کی سامنے حوروں کی آبرو کیا ہے

بجز سکوت کے غائب کی جستجو کیا ہے
دہن میں آپکے شاعر کو گفتگو کیا ہے

پیالے دیتی ہیں بھر بھر کے ساقی کوثر
شراب خواروں کی محشر میں آبرو کیا ہے

ہمیشہ قتل پہ باندھی کمر تو پھرتا ہے
اخیر اسکا بتا مجھکو جنگجو کیا ہے

ہے جلوہ کعبہ دل میں اوسیکا اے زاہد
نماز پڑھتا ہے مسجد میں قبلہ رو کیا ہے

وہ بادہ کش ہوں کہ خالی ہو خم کا خم ساقی
یہ جام کیا ہے صراحی ہے کیا سبو کیا ہے

یہ ہے ہی دست درازی جو دست وحشت کا
تو جیب سے ہے گریباں کیا رفو کیا ہے

دعا یہی ہے کہ بلبل ہوں اوس گلستاں کا
نجف کو جا کے ہادی کو آرزو کیا ہے

خانعلی - جناب خانعلی صاحب -

ذوق بحر محبت کو شست و شو کیا ہے — جو پاک دل ہیں انھیں خلوت حضور کیا ہے
ہزار عشق میں کانٹے ہوں خوبرو کیا ہے — گرا نظر سے جو تیری پھر آبرو کیا ہے
بار درد ہے مجھکو اگر ماہرو کیا ہے — ہزار غم ہو مگر تیر رو برو کیا ہے
جبا سے چاند پہ چہائی گرد رخ یار پہ زلف — خیال شام و سحر ہو کہ ہمسبو کیا ہے
ہم فراق میں دلبر کے جان دیدینا — ذبیح خنجر الفت کے رو برو کیا ہے
جو حضر شوق مجھے اپنے ساتھ ہی لیچلے — جو تیری راہ مری ہو تو جستجو کیا ہے
درد عشق نہیں دل میں جستجو تیرے — تو خاک کون اڑا تا ہے کو بکو کیا ہے
ڈری تڑپ ہے تو بجلی بھی بیقرار ہوئی — مجھے بتا دے دلا تیری آرزو کیا ہے
تری طرح اگر داغ عشق ہو دل میں — کروں سلام میں او سدم کہ اے گلرو کیا ہے
مقام ہی نہیں دم مارنیکا خانعلی — بغور دیکھ زمانہ کا رنگ و بو کیا ہے

شاکر - جناب عبد القادر صاحب شاکر

جواب دینے نہ پائے کہ بس تو کیا ہے — سنو نہ بات تو پھر لطف گفتگو کیا ہے
ہوے ہیں خشک شجر خوف سے ہم آقاتل — بدن میں جان نہیں باقی ہمیں لہو کیا ہے
بیان حال کہتا ہی گوہر غلطان — جگر میں چھید ہو جس سے وہ آبرو کیا ہے
ہدا اپنی حسن کی یکتا ہیوں پہ ناز نہ کر — تمہیں نہ دیکھ تو آئینہ روبرو کیا ہے
بہار باغ جہاں پائدار ہے نہ خزان — ہوائے برگ گل و شوق رنگ و بو کیا ہے
دل ہے سینہ میں پیکر خود کبھو یا ہے — یہ کس سے پوچھوں میں مرے دلکی آرزو کیا ہے
جواب دیجئے تاب تو ان ہی باللہ — یہ کس سے پوچھوں مرے دلکی آرزو کیا ہے
ہدا میں ہجر میں ہوش و حواس صبر و قرار — یہ کس سے پوچھوں مرے دلکی آرزو کیا ہے
ہینہ کیوں ہے تو مغموم منفعل شاکر — دل حزین تو بتا تیری آرزو کیا ہے

نیرنگ - جناب ایزد بخش صاحب نیرنگ -

خود نمائی کے لئے رونق ہی نظر دیکھئے کیا ہو — آفت ہی کے بعد دگر دیکھئے کیا ہو
ہے تیر افلاک بخت سے کیا لطف دعا کا — سید ہا ہو گا الٹا جو اثر دیکھئے کیا ہو
عشاق پہ تمہیں ہیں جفا جو کی جفائیں — اب قتل پہ باندہی ہی کمر دیکھئے کیا ہو
کس طرح سے ایگا وہ بیرحم سر رحم — گریہ میں نہ ہو نمیں اثر دیکھئے کیا ہو
دیکھو یہ غضب لڑ گئیں ہم ادن آنکھوں ہی سے آنکھیں — دل لگگئی در دیدہ نظر دیکھئے کیا ہو
آیا جو وہ کافر تو یہ گھبرا گئے ایسے — دل مجھسے کہی دل جگر دیکھئے کیا ہو

آغا - میرزا آغا حسین صاحب مرحوم اکبرآبادی

ادن بیاری نگاہوں کا اثر دیکھئے کیا ہو — تیر دلجو مقابل ہے جگر دیکھئے کیا ہو
کچھ ہو کہ نہ ہو ادنکو خبر دیکھئے کیا ہو — آہ دل سوز انکا اثر دیکھئے کیا ہو
سمجھی ہے تو اس چشم کو گھر دیکھئے کیا ہو — اے روح روان قصد سفر دیکھئے کیا ہو
قارورہ نکلی حقیقت سے تو آگاہ ہی منعم — اور پیر تجھی الفت زر دیکھئے کیا ہو
اندھیر ہے کیچ سامان میں نخوت کی ادائیں — سر سبز ہوا ابد نظر دیکھئے کیا ہو
واعظ کو ڈراتا ہی بہت نار سقر سے — لیجاؤ نگاہ میں دامن تر دیکھئے کیا ہو
ہی جانکا بلبل کی خدا حافظ دیام — مقراض سے کاٹے گئے پر دیکھئے کیا ہو
اندہی ہوئی دونوں میں برسکی جھڑی لگ گئی — وہان ابر ہے یان دیدۂ تر دیکھئے کیا ہو
گلشن میں ہوئی آمد ایام بہاری — دیوانوں کو بیچینی ہی جبر دیکھئے کیا ہو
امید ہے بھی یاس ہی آتی ہے کہ نہ ملنے — قدموں پہ ہے اوس شوخ کے سر دیکھئے کیا ہو
کس راحت و آرام سے گذری ہے شب وصل — پر خوف ہے آغا کو سحر دیکھئے کیا ہو

ایضاً

خنجر ہو دہان زیب کمر دیکھئے کیا ہو — بہاری ہی بہاں دو قدم سیر پہ کچھ

الجھے ہے بڑا پیچ ہے گیسوئے رسا کا — باریک ہے مضمون کمر دیکھئے کیا ہو
اچھا نظر آتا ہمیں ان باتوں کا انجام — تم خبر سے کرنے لگے شب دیکھئے کیا ہو
ہیں صحبت احباب کا جو گر سودم گب — تنہائی میں کیونکر ہو بسر دیکھئے کیا ہو
پیشوں ہی ہے بدلی ہوئی تیور یہ بھی — غصہ میں وہ آتے ہیں ادھر دیکھئے کیا ہو
لیجا سگا دم بھر میں غلام آپ ہے بازی — شمشیر کا کرد مجھے سر دیکھئے کیا ہو
ہر سمت تصور میں پھرا ہی مہ کنعان — پھرتی ہو صبا خاک بسر دیکھئے کیا ہو
اٹھا بھی کرشکا ہی وہ آئیں کر نہ آئیں — وعدہ تو ہی آنیکا مگر دیکھئے کیا ہو

شیدا ـ جناب محمد عاشق علی صاحب شیدا

کبھی تو وصل ہے دل شاد کرنا — وفا کی جا ستم ایزاد کرنا
نہیں طاقت ہے جسم ناتواں میں — ستم کم اے ستم ایجاد کرنا
پھنسا یا ہے اگر دل گیسوؤں میں — نہیں اچھا ہے پھر آزاد کرنا
بھلا ہوئے گا کیا یا برا ہو — ہی اونکو پیشہ بیداد کرنا
یہ کہتے ہیں مرے نالی کو سنکر — ہی اچھا طور یوں دل شاد کرنا
پڑی گر جان کنی میں جان شیدا — مری مشکل کشا امداد کرنا

شیدا ـ جناب محمد عاشق علی صاحب عاشق

سر پہ تیرے جو بندھا آج یہ خوشتر سہرا — نور افشاں ہوا خورشید سے بڑھکر سہرا
جب بندھا سر پہ ترے ای مہ انور سہرا — مشرق نور ہوا مطلع انور سہرا
ناچتی گاتی ہوئی چرخ سے زہرا آئی — باندھا شادی کا بجا کر دف مظفر سہرا
سے جب بندھ کہ ترے رخکے مقابل آیا — گھٹ گیا نور میں خورشید سے گز بھر سہرا
گوندھ کے لائی ہی یا رو گل دریکتا مان — یا کوئی حور لئے بیٹھی ہے سج کر سہرا
از زمین تا بہ فلک شعلۂ عارض ہے ترے — نور سے ہو گیا معمور سراسر سہرا
گائیں شیدا کا یہ خوش نغمہ ترے مجلس میں — باندھکر اہل سخن فخر کا سر پر سہرا

تمام شد